پروفیسر ڈاکٹر عبدالوحید انڈھڑ
پرنسپل گورنمنٹ ایلیمنٹری کالیج آف ایجوکیشن، سکھر

# خدمت خلق کی اہمیت وضرورت قرآن وحدیث کی روشنی میں

## Abstract

Earnest service of humanity is the apex of human – ethics. There is a very pivotal and highest place and value of those who serve humanity and in the eyes of Allah, he/ she occupies a very highest place. To serve Humanity is also our religious obligation and we have been ordained for the same.Previous teachings of the Holy Prophets also manifest a great stress on humanity and its service. Our Holy Prophet (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) has laid a great urge for the service, welfare and benefit of humanity. The service of humanity is called as first and foremost obedience of Allah. No doubt, Islam has great space for all human beings. Moreover, the life of Caliphsisalso agreat manifestation of same. May Allah grant us strength to act on this.

**کلیدی الفاظ:**

خدمت خلق، حقوق العباد، حقوق اللہ، حسن سلوک، مکارمِ اَخلاق، رفاہِ انسانیت

**مقدمہ**

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کے مخلوق خدا کی بے لوث خدمت کرنا، محتاجوں کی ضرورت کو پورا کرنا، بیمار کیلیے علاج کا انتظام کرنا، یتیموں کے سر پر ہاتھ رکھنا، بھوکوں کو کھانا کھلانا، ننگے کو کپڑے پہنانا انسانی اخلاق کا نھایت ہی اعلی جوہر ہے، مخلوق خدا کی جو خدمت کرتا ہے اللہ تعالی کے نزدیک اس کا مقام بلند ہوتا ہے۔

لفظ خلق میں روئے زمین پر رہنے والے تمام مخلوق کا اطلاق ہوتا ہے چاہے وہ اشرف المخلوقات انسان ہوں یا جاندار، ان سب کی حتی الوسع خدمت کرنا اور ان کا خیال رکھنا ہمارا اسلامی فرض بنتا ہے اور ایک مقدس فریضہ بھی ہے جس کو اسلام نے اپنے ماننے والوں پر لازم قرار دیا ہے کہ خدمت خلق اور شفقت علی الخلق کتنی بڑی نیکی اور بڑی عبادت ہے۔

اسلامی تعلیمات کا جائزہ لیں تو اس میں ایک چوتھائی حصہ عقائد اور عبادات پر مشتمل ہے مگر تین چوتھائی حصہ معاملات کی توجہ پر مرکوز ہے۔ قرآن وسنت کے احکام کا مطالعہ کریں یا عہد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور خلافت راشدہ کے نظام کا مشاہدہ کیا جائے تو خدمت خلق کی سرگرمیاں ہوں یا انفاق فی سبیل اللہ، تو ان کے فلاحی اور رفاہی کاموں کے حوالہ سے بھت واضح احکامات اور تعلیمات ملتی ہیں۔ علماء کرام نے حقوق العباد کو حقوق اللہ پر مقدم کیا ہے، اور یہ توبہ سے معاف ہوتے ہیں حقوق اللہ کے حوالے سے ہر انسان کا اپنے مالک وخالق سے ذاتی معاملہ ہے جس میں اگر کوئی کمی کوتاہی ہوگئی تو اللہ چاہے معاف کردے اور رحمت کی امید بھی رکھنی چاہیے اور یقینا یہ اس کی رحمت سے بعید نہیں۔ حقوق العباد ان میں عمدا کوتاہی اللہ تعالی کے قول کے مطابق ناقابل معافی عمل ہے کہ جب تک فریق متاثرہ معاف نہ کرے اس میں اللہ تعالی عدل سے کام لیتے ہیں

مسئلہ ذہن نشین کرنے کیلیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ایسا فیصلہ ہے جو صرف اسلام ہی نے صادر کیا ہے۔

حقوق العباد کی فہرست حقوق اللہ کے معاملہ میں بہت طویل ہے۔ کہیں انسان کی اپنی ذات کے حقوق ہیں، کہیں والدین کے حقوق ہیں، کہیں اساتذہ کے حقوق ہیں، کہیں رشتہ داروں کے حقوق ہیں، کہیں دوستوں کے حقوق ہیں، کہیں ہمسائیوں کے حقوق ہیں اور کہیں اہل علم کے حقوق ہیں۔ یہاں تک کہ جانوروں کے حقوق ہیں اور انہیں حقوق کی کماحقہ ادائیگی پر معاشرہ کی صحت اور حسن کا دارومدار ہے۔

**خدمت خلق اور انبیاء علیہم السلام**

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بہت سے پیغمبروں کے تذکرے کے ساتھ ساتھ انکی دعوتی جدوجہد کا جو نقشہ مسلمانوں کے سامنے بطور اُسوہ پیش کیا ہے، اس میں انتھک محنت اور مسلسل دعوت، مشکلات اور ابتلائوں میں پہاڑ کی سی ثابت قدمی کے ساتھ ساتھ خدمت خلق، انسانوں کو مختلف تکالیف اور پریشانیوں سے نجات دلانے اور سماجی مسائل کو حل کرنے کے اقدامات کا تذکرہ بہت زیادہ نمایاں ملتا ہے اور ان کے حقوق اور ان کی خدمت کا ان سے عہد وپیمان لیا جیسا فرمان باری ہے۔

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِنْكُمْ وَأَنْتُمْ مُعْرِضُونَ-وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُونَ أَنْفُسَكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ أَقْرَرْتُمْ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُونَ- (1) اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب لیا ہم نے (توریت میں) قول و قرار بنی اسرائیل سے کہ عبادت مت کرنا (کسی کی) بجز اللہ تعالیٰ کے اور ماں باپ کی اچھی طرح خدمت گزاری کرنا اور اہل قرابت کی بھی اور بے باپ کے بچوں کی بھی اور غریب محتاجوں کی بھی اور عام لوگوں سے بات اچھی طرح (خوش خلقی سے) کہنا اور پابندی رکھنا نماز کی اور ادا کرتے رہنا زکوۃ پھر تم (قول و قرار کرکے) اس سے پھر گئے بجز معدودے چند کے اور تمھاری تو معمولی عادت ہے اقرار کرکے ہٹ جانا

۔ اور (وہ زمانہ بھی یاد کرو) جب ہم نے تم سے یہ قول و قرار (بھی) لیا کہ باہم خونریزی مت کرنا اور ایک دوسرے کو ترک وطن مت کرانا پھر تم نے اقرار بھی کر لیا اور (اقرار بھی ضمناً نہیں بلکہ ایسا صریح جیسے) تم شہادت دیتے ہو۔"

ان آیات میں سب سے پہلا جو حکم صراحت سے دیا گیا وہ اللہ تعالی کی عبادت و بندگی کا حق ہے، والدین سے حسن سلوک کے ساتھ ساتھ تمام لوگوں سے حسن سلوک کی تعلیم و تلقین کا عہد لیا گیا۔ الناس" کا لفظ عام ہے۔ مومن غیر مومن، مسلم غیر مسلم سب ہی کو شامل ہے۔ تو مطلب یہ ہوا کہ ہر کسی سے اچھائی اور بھلائی ہی کی بات کرو خواہ وہ کوئی مومن ہو یا غیر مومن۔

امام قرطبی طلحہ بن عمر کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"میں نے (امام تفسیر وحدیث) عطاء سے کہا کہ آپ کے پاس فاسد عقیدے والے لوگ بھی جمع رہتے ہیں مگر میرے مزاج میں تیزی ہے میرے پاس ایسے لوگ آتے ہیں میں تو میں ان کو سخت بات کہے دیتا ہوں، حضرت عطاء نے فرمایا کے جناب ایسا نہ کیا کریں کیونکہ حق تعالی کا حکم ہے قولوا للناس حسنا اس میں تو یہودی اور نصاری بھی داخل ہیں مسلم کیسے داخل نہیں ہوں گے۔" (2)

مفتی محمد شفیع اس آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ یہ احکام اسلام اور سابقہ شریعتوں میں مشترک ہیں۔ جن میں توحید، والدین، رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں کی خدمت اور تمام انسانوں کیساتھ گفتگو میں نرمی وخوش خلقی کرنا اور نماز زکوۃ سب داخل ہیں۔" (3)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جذبہ ہمدردی و خیر خواہی و خدمت خلق کا ایک نمونہ و مظہر کا ذکر اللہ تعالی سورہ قصص میں فرماتے ہیں کہ

وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةً مِنَ النَّاسِ يَسْقُونَ وَوَجَدَ مِنْ دُونِهِمُ امْرَأَتَيْنِ تَذُودَانِ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا قَالَتَا لَا نَسْقِي حَتَّى يُصْدِرَ الرِّعَاءُ وَأَبُونَا شَيْخٌ كَبِيرٌ۔ فَسَقَى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلَّى إِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنْزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ (4) اور جب آپ مدین کے پانی پر پہنچے تو وہاں لوگوں کی ایک بڑی تعداد کو پانی پلاتے پایا اور ان لوگوں سے

ورے دو عورتوں کو پایا وہ دونوں روکے کھڑی ہیں اپنے جانوروں کو موسیٰ نے ان سے پوچھا تمہارا کیا معاملہ ہے انہوں نے جواب میں بتایا کہ ہم اپنے جانوروں کو اس وقت تک پانی نہیں پلا سکتیں جب تک کہ یہ چرواہے اپنے جانوروں کو ہٹا کر نہ لے جائیں اور دوسرا کوئی اس کام کے لئے ہے نہیں کہ ہمارے والد بہت بوڑھے ہیں۔ پھر اس نے پانی پلا دیا ان کے جانوروں کو پھر ہٹ کر آیا چھاؤں کی طرف، بولا اے رب تو جو چیز اتارے میری طرف اچھی میں اسی کا محتاج ہوں۔" فسقی لہما سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کے ضعیفوں لاچاروں اور بیواوں کی امداد انبیاء کی سنت ہے، اور یہی شان ہوتی ہے۔ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی کہ وہ ہر حال میں خلقِ خدا کی خدمت اور ان کی بہتری اور بھلائی کا خیال رکھتے ہیں یہاں تک کہ اپنی تکلیف اور پریشانی کو بھی فراموش کر کے دوسروں کا خیال رکھتے ہیں۔

اسی طرح خدمتِ خلق کا ایک اعلیٰ نمونہ سورہ کہف میں اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کا بیان فرمایا۔ فَانْطَلَقَ ا حَتَّى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُو هُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ فَأَقَامَهُ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا - (5) پھر دونوں چلے، یہاں تک کہ جب پہنچے ایک گاؤں کے لوگوں تک کھانا چاہا وہاں کے لوگوں سے ،انہوں نے نہ مانا کہ ان کو مہمان رکھیں پھر پائی وہاں ایک دیوار جو گرا چاہتی تھی اس کو سیدھا کر دیا، بولا (موسیٰ) اگر تو چاہتا تو لے لیتا اس پر مزدوری۔" اس ارشادِ ربانی میں ایک طرف تو اس بستی کے ان کمینے لوگوں کی کمینگی اور بخالت کا یہ نمونہ پیش فرمایا گیا ہے کہ وہ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر جیسے دو عظیم الشان اور مبارک و مسعود مہمانوں کو کھانا دینے کے لیے بھی تیار نہیں ہوئے لیکن دوسری طرف حضرت خضر نے ان کی اس کمینگی کے باوجود ان کے گاؤں میں پائی جانے والی اس دیوار کو از خود اور یونہی مفت سیدھا کر دیا اور کسی محنت و مزدوری یا اجرت وغیرہ کا کوئی سوال تک نہیں۔

حضرت موسی اور ہارون علیہا السلام کو مصر کے قبطیوں اور ان کے بادشاہ فرعون کے کفر و شرک اور ظلم و استحصال کے خاتمے کے لیے بھیجا گیا تھا۔ ساتھ ہی بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے آزاد کرا کے ان کی اصلاح کا کام بھی انھیں انجام دینا تھا ان دونوں حضرات کی جہد مسلسل قرآن میں بہت تفصیل سے بیان ہوئی ہے۔ (6)

اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام نے خدمت خلق کا بہت بڑا جامع منصوبہ بنایا آپ علیہ السلام کی تدبیر سے مصر و عراق اور آس پاس کے ملکوں کی ایک بہت بڑی آبادی سات سالہ قحط کی ہلاکت سے محفوظ رہی تھی۔ قحط سے قبل آپ نے سات سالوں تک غلے کی بچت کر کے اس کا بڑا ذخیرہ محفوظ کر لیا تھا۔(7)

اسی خدمت خلق کا بدلہ اللہ سبحانہ وتعالی جیل سے نکال کر وقت کا بادشاہ بنا کر تخت پر بٹھاتے ہیں۔

حضرت عیسی علیہ السلام کی خدمت خلق کا اللہ تعالی نے یوں بیان فرمایا ہے۔

أَنِّي أَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنْفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِ الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ -(8) کہ میں بنا دیتا ہوں تم کو گارے سے پرندے کی شکل پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو ہو جاتا ہے وہ اڑتا جانور اللہ کے حکم سے اور اچھا کرتا ہوں مادر زاد اندھے کو اور کوڑھی کو اور جلاتا ہوں مردے کو اللہ کے حکم سے اور بتا دیتا ہوں تم کو جو کھا کر آؤ اور جو رکھ آؤ اپنے گھر میں اس میں نشانی پوری ہے تم کو اگر تم یقین رکھتے ہو۔" حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں طب کا بڑا چرچہ تھا چنانچہ انہوں نے مردہ کو زندہ کر دینے مادر زاد اندھوں کی آنکھوں پر اور کوڑھی کے جسم پر ہاتھ پھیرتے تو وہ بالکل تندرست ہو جاتے اور بھلے چنگے ہو جاتے اور اندھوں کی بینائی لوٹ آتی اور کوڑھیوں کے جسم ٹھیک ہو جاتے تو ان معجزات سے خدمت خلق کا کام بغیر کسی معاوضہ واجر کے سرانجام دیتے۔ اس کے علاوہ بھت ساری آیات قرآنی جس میں انبیاء علیہم السلام کو مبعوث کرنا اور آسمانی کتابوں کا نزول خدمت خلق اور خدمت انسانیت کے زمرے میں آتے ہیں جس کی طرف قرآن کریم نے اشارہ کیا ہے وہ یہ ہے لتخرج الناس من الظلمات الی النور کہ ان کی قوم ظلمات اندہیروں سے نور ھدایت کی طرف آجائے جہنم جیسی خوفناک ٹہکانے سے جنت جیسے عالیشان محل میں اپنا مکان وماوی بنائے، اب اس خدمت خلق کے سرانجام دینے میں مقرب رسل و پیغمبروں نے اپنی قوم کی طرف سے تکالیف وآلام کو برداشت کر کے بھی اپنی اہم ذمہ داری خدمت انسانیت جیسے عظیم الشان کام کو سرانجام دیتے رہے

## خدمت خلق اور قرآنی تعلیمات

قرآن کریم کی تعلیمات ہمیں بلا تخصیص خدمت خلق کا درس دیتی ہیں۔ خدمت میں اعلی درجہ انفاق فی سبیل اللہ ہے اور انفاق کی تشجیع اور مال سے محبت کی حوصلہ شکنی کا درس دیتا ہے اور معاشرے میں انفاق کے اصول متعارف کراتا ہے جو خود کفیل بنانے کی منزل عطا کرتا ہے۔ ہر شہری کی ذمہ داری ہے کہ وہ دوسرے شہری کی زندگی سے معاشی تعطل کو دور کر کے اسے فعال معاشی کارکن بنانے کی تلقین کرتا ہے اور نادار لوگوں کو خوش حال شہریوں کے اموال کا حصہ دار بناتا ہے۔

قرآنی تعلیمات کا مطالعہ کریں تو اسلام کے رفاہی اور فلاحی اور خدمت خلق کے حوالہ سے واضح احکام ملتے ہیں۔ ارشاد باری سبحانہ وتعالیٰ ہے۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ -(9) ہر گز نہ حاصل کر سکو گے نیکی میں کمال جب تک نہ خرچ کرو اپنی پیاری چیز سے کچھ اور جو چیز خرچ کرو گے سو اللہ کو معلوم ہے۔" الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ -(10) جو کہ یقین کرتے ہیں بے دیکھی چیزوں کا اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور جو ہم نے روزی دی ہے ان کو اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔" اسی طرح ایک اورآیت میں ارشاد ہوتا ہے۔ وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ-(11) اور جو لوگ جگہ پکڑ رہے ہیں اس گھر میں اور ایمان میں ان سے پہلے سے وہ محبت کرتے ہیں اس سے جو وطن چھوڑ کر آئے ان کے پاس اور نہیں پاتے اپنے دل میں تنگی اس چیز سے جو ان (مہاجرین) کو دی جائے اور مقدم رکھتے ہیں ان کو اپنی جان سے اور اگرچہ ہو اپنے اوپر فاقہ اور جو بچایا گیا اپنے جی کے لالچ سے تو وہی لوگ ہیں مراد پانے والے ہیں۔"

مال و دولت سے محبت اگرچہ ہر انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ لیکن اس طرح دولت کے پیچھے دولت کا پجاری بن جانا انتہائی قبیح خصلت ہے اسلام اس بد خصلت کے علاج کے لیے انفاق فی سبیل اللہ،

صدقات اور ایثار کی راہ دکھاتا ہے جس سے سماحت، وسعت نظر، ہمدردی، مروت اور اخوت کے جذبات فروغ پاتے ہیں۔

حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کی ادائی مؤمنانہ وصف بیان کی گئی ہے اور نادار لوگوں کا امیر لوگوں کے مال میں حصہ ربانی رکھا گیا ہے چنانچہ ارشاد باری سبحانہ و تعالیٰ ہے: إِلَّا الْمُصَلِّينَ - الَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ (23) وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَعْلُومٌ (24) لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ-(12)

مگر وہ نمازی (یعنی مومن)۔ جو اپنی نماز پر قائم ہیں۔ اور جن کے مال میں حصہ مقرر ہے۔ مانگنے والے اور ہارے ہوئے کا۔ "یعنی اگر کوئی شخص کسی محروم کی مدد کرتا ہے تو قرآن اسے اللہ کا قرض قرار دیتا ہے جس کا نفع یقینی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

إِنَّ الْمُصَّدِّقِينَ وَالْمُصَّدِّقَاتِ وَأَقْرَضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَاعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ أَجْرٌ كَرِيمٌ -(13) تحقیق جو لوگ خیرات کرنے والے ہیں مرد اور عورتیں اور قرض دیتے ہیں اللہ کو اچھی طرح ان کو ملتا ہے دونا اور ان کو ثواب ہے عزت کا۔ " اور اچھا قرضہ دینے والے کو اللہ تعالی کئی گنا بڑھا کر دیتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ وَلَهُ أَجْرٌ كَرِيمٌ -(14) کون ہے ایسا کہ قرض دے اللہ کو اچھی طرح پھر وہ اس کو دونا کر دے اس کے واسطے اور اس کو ملے ثواب عزت کا۔ " انسان کا انفاق کا عمل خیر خود اس کے اپنے ہی بھلے کے لیے اور اپنے ذاتی نفعہ کیلیے ہے اس دنیائے فانی میں بھی، اور اس کے بعد آخرت کے اس عالم جاودانی میں اللہ تعالی اپنے کرم بے کراں اور عنایت بے نہایت سے عطاء فرماتا ہے۔ جیسا کہ فرمان ربانی ہے۔

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ۔ (15) اور جو کچھ خرچ کرو گے تم مال سو اپنے ہی واسطے جب تک کہ خرچ کرو گے اللہ ہی کی رضا جوئی میں اور جو خرچ کرو گے خیرات سو پوری ملے گی تم کو اور تمہارا حق نہ رہے گا۔

کسی محتاج و نادار شخص کی مالی مدد کرنا خدمت خلق کا بہت عمدہ اور اعلی نمونہ ہے جب انفاق مال میں کوئی ذاتی غرض و نمود نہ ہو، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّي وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ

نِعْمَةٍ تُجْزٰى اِلا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِهِ الْاَعْلٰى۔ (16) جو دیتا ہے اپنا مال دل پاک کرنے کو، اور نہیں کسی کا اس پر احسان جس کا بدلہ دے، مگر واسطے چاہنے مرضی اپنے رب کی جو سب سے برتر ہے۔"ضرورت مندوں ناداروں فقیروں محتاجوں مسکینوں کی مالی اعانت قوم کی تعمیر وترقی میں خشت اول کا درجہ رکھتی ہے۔ انفاق فی سبیل اللہ کی ایک عظیم الشان تمثیل سے اللہ تعالی ہمیں سمجھاتے ہیں ارشاد ربانی ہے

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۭ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ۔(17) مثال ان لوگوں کی جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں ایسی ہے کہ جیسے ایک دانہ اس سے اگیں سات بالیں ہر بالی میں سو سو دانے اور اللہ بڑھاتا ہے جس کے واسطے چاہے اور اللہ بے نہایت بخشش کرنے والا ہے۔"اس کو اس حسی مثال کی صورت میں بیان فرمایا، تاکہ انسان کو معلوم ہو جائے کہ یہ چیز بالفعل تمہارے سامنے موجود ہے، اور ایسا فی الواقع تمہارے سامنے ہو رہا ہے مگر تم لوگ غور نہیں کرتے۔ قرآن کریم جیسی مقدس لاریب کتاب کا جتنی دفعہ مطالعہ کیا جائے اتنی ہی دفعہ خدمت خلق کی اہمیت وافادیت اجاگر ہوتی ہے اسی وجہ سے علماء کرام نے حقوق العباد (بندوں کے حقوق) کو حقوق اللہ پر مقدم کیا ہے۔

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا۔ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا۔(18) اور دے قرابت والے کو اس کا حق اور محتاج کو اور مسافر کو اور مت اڑا بے جا، بے شک اڑانے والے بھائی ہیں شیطانوں کے اور شیطان ہے اپنے رب کا ناشکرا، اور اگر کبھی تغافل کرے تو ان کی طرف سے انتظار میں اپنے رب کی مہربانیکے جس کی تجھ کو توقع ہے تو کہہ دے ان کو بات نرمی کی۔ اور نہ رکھ اپنا ہاتھ بندھا ہوا اپنی گردن کے ساتھ اور نہ کھول دے اس کو بالکل کھول دینا پھر تو بیٹھ رہے الزام کھایا ہارا ہوا۔"

کہ جب اللہ تعالی نے آپ کو دولت عطا فرمائی ہے اس کا تقاضہ یہ ہے کہ جن کو یہ چیز نہیں ملی ان کو اس مال و دولت میں تھوڑا تھوڑا دیا جائے ان کا یہ حق ہے۔

حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد یا خدمت خلق کے منکر کو قرآن کریم کی تعلیمات میں کافرانہ عمل کے مشابہ قرار دیتا ہے، ارشاد ربانی ہے۔اَرَئَیْتَ الَذِيْ یُکَذِّبُ بِالدِّیْنِ فَذٰلِكَ الَّذِيْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ وَلَا یَحُضُّ عَلٰي طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ یُرَاءُوْنَ وَیَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ۔ (19) تونے دیکھا اس کو جو جھٹلاتا ہے انصاف ہونے کو، سو یہ وہی ہے جو دھکے دیتا ہے یتیم کو، اور نہیں تاکید کرتا محتاج کے کھانے پر۔ پھر خرابی ہے ان نمازیوں کی، جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں، وہ جو دکھلاوا کرتے ہیں، اور مانگی نہ دیویں برتنے کی چیز۔"

مذکور آیات سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کے یتیموں اور محتاجوں کی خبر لینا اور ان کے حال پر رحم کھانا دنیا کے ہر مذہب وملت کی تعلیم میں شامل ہے اور ایسا شخص رحم وترس اور ہمدردی خلائق جیسی پاکیزہ صفات وخصال سے محروم ہو کر ایک قاسی القلب انسان بن جاتا ہے جس سے کسی کیلئے کسی خیر کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ پھر جو شخص ان ابتدائی اخلاق سے بھی عاری ہو، سمجھو کہ آدمی نہیں، جانور ہے۔ بھلا ایسے کو دین سے کیا واسطہ، اور اللہ سے کیا لگاؤ ہو گا۔

قرآن مجید کی تصریحات بالا سے ظاہر ہے کہ اسلامی تعلیمات میں مخلوق خدا کی خدمت اور ان سے ہمدردی پر کتنا زور دیا گیا ہے، ان آیات قرآنی کے بعد بھی کوئی یہودی یا عیسائی یا ہندو یا کوئی بھی شخص اپنی پاک کتاب میں اس سے اعلی تعلیم کی موجودگی ثابت کر سکتا ہے۔

### خدمت خلق حدیث شریف کی روشنی میں

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت، بعثت عامہ ہے بربریت کی چکی میں پسی اور اخلاقی و روحانی اعتبار سے دم بہ لب انسانیت کے لیے سراپا رحمت و شفقت بنا کر خلق خدا کی خدمت، راحت رسانی، حاجت روائی، دل جوئی اور اشک شوئی کا عظیم الشان کام آپ صلی اللہ علیہ وسلمہی کے ذریعہ لیا گیا۔ مظلوم و بے کس

لوگوں کی مدد و امداد، خدمت و راحت رسانی نبوت سے قبل بھی میرے آقا کا امتیازی جوہر تھا۔ سب سے پہلی کے بعد جو دہشت و ثقل آپ پر طاری ہوئی اسی کی وجہ سے آپ کو اپنی جان کا خطرہ ہوا تھا تو جان پر سوز فہم و فراستعقل و دانش اور جود و سخا کی پیکر ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے آپ کے جن محاسنِ اعمال و اخلاق سے آپ کو تسلی بخشی وہ خدمت خلق اور رفاہِ انسانیت کا پہلو نمایاں ہے۔

"ایسا ہرگز نہیں ہوگا، آپ اطمینان رکھیں اللہ کی قسم آپ کو کبھی مصیبت زدہ نہ کریں گے، کیوں کہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، بے سہاروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، ناداروں کو نوازتے ہیں، مہمانوں کی خاطر مدارات کرتے ہیں اور حق کی راہ میں آنے والی مصیبتوں میں مدد کرتے ہیں۔" (20)

نبوت ملنے کے بعد آپ کا یہ جذبۂ خدمت و راحت رسانی سوچ اور تصور سے بھی زیادہ موج زن ہو گیا، آفتاب عالم تاب کی ضیا پاشیوں سے ہر انسانی طبقہ مستفید ہوا، ظلم و جبر کی تاریکیاں چھٹ گئیں، آپ نے اعلان فرمایا کہ لوگو غور سے سنو۔ الرَّاحِمُو نَ يَرْ حَمُهُمُ ا لرحْمَنُ ارْحَمُو امَنْ فِي ا لأَرْضِ يَرْ حَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ۔ (21) (اللہ کی مخلوق پر) رحم کھانے والوں اور (ان کے ساتھ) ترحم کا معاملہ کرنے والوں پر خداوند کی خاص رحمت ہو گی تم اہل زمین پر رحم کرو، آسمان والا (خدا) تم پر رحم کرے گا۔"

نیز آپ نے یہ بھی اعلان فرمایا۔ اِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ لَايَرْحَمُ مَنْ لَايَرْحَمُ النَّاسَ-(22) اللہ اس پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔"

اتنا ہی نہیں آپ نے ایسے شخص کو شقی و بدبخت قرار دیا جس سے رحمت جیسی نعمت چھین لی جائے جیسا کے مسند ابویعلی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایالَاتُنْزَعُ الرَّحْمَةُإِلاَّمِنْ شَقِيٍّ.(23) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں غریبوں مسکینوں سے الفت اور خلق خدا سے شفقت و رحمت اس قدر رچ بس گئی تھی کہ اللہ تعالی نے آپ کا تعارف ان الفاظ میں فرمایا:لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ

اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ-(24) بیشک تمہارے پاس تم میں سے (ایک باعظمت) رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تشریف لائے۔ تمہارا تکلیف و مشقت میں پڑنا ان پر سخت گراں (گزرتا) ہے۔ (اے لوگو!) وہ تمہارے لئے (بھلائی اور ہدایت کے) بڑے طالب و آرزومند رہتے ہیں (اور) مومنوں کے لئے نہایت (ہی) شفیق بیحد رحم فرمانے والے ہیں۔"

بے کس اور تنگ حال لوگوں میں ایک غریب طبقہ خصوصا یتیموں اور رانڈوں کا ہے یتیم کا مرتبہ اور مقام کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ان کے ساتھ آپ خصوصی شفقت فرمانے کیساتھ ساتھ اپنی تمام امت کو ان کے ساتھ حسنِ سلوک کی خاص تاکید فرما گئے ہیں، ایک موقعہ پر آپ نے فرمایاوَأَنَا وَكَا فِلُ ا لیَتِيمِ فِي الجَنَّةِ هَكَذَا وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالوُسْطَى وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَاشَيْئًا-(25) جنت میں میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا ایسے ہوں گے جیسی یہ دو انگلیاں ہیں (شہادت اور درمیانی انگلیوں میں ذرا سا فرق دکھلا کر سمجھایا کہ اس طرح۔ دوسری حدیث میں آتا ہے "جس نے یتیم کے سر پر ہاتھ پھیراا اور اُس کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا تھا تو اُس کے لئے ہر اُس بال کے بدلے نیکیاں ہیں جس جس بال کو اُس کا ہاتھ لگا تھا۔(26) ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ "انَّ رَجُلًا شَكَا إِلٰى رَسُوْلِ االلهِ صلى الله عليه واله وسلم قَسْوَةَ قَلْبِه فَقَالَ لَه: إِنْ أَرَدْتَ أَنْ يَلِينَ قَلْبُكَ فَأَطْعِمِ الْمِسْكِينَ وَامْسَحْ رَأْسَ الْيَتِيمِ -( 27 ) ایک شخص نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اپنے دل کے سخت ہونے کا ذکر کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اگر تم اپنے دل کو نرم کرنا چاہتے ہو تو مسکین کو کھانا کھلاؤ اور یتیم کے سر پر ہاتھ رکھو۔"

جس وقت حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شھادت کی خبر مدینہ منورہ پہنچی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے گھر آئے اور ان کی بیوی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا: جعفر کے بچوں کو لاؤ۔ جس وقت اسماء حضرت جعفر کے یتیم بچوں کو رسول صلی اللہ علیہ

والہ وسلم کے پاس لائیں۔ حضرت نے ان کو گود میں لیا اور ان سے خوب محبت کی۔ جعفر کے بیٹے عبد اللہ کہتے ہیں: مجھے خوب یاد ہے کہ جس دن رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم میری ماں کے پاس آئے اور میرے باپ کے مرنے کی خبر دی اور دست شفقت و محبت میرے اور میرے بھائی کے سر پر ہاتھ پھیرا۔(28)

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جہاں غریب یتیم پر دست شفقت کرنے کی ترغیب دی ہے اس پر خرچ کو ثواب کا ذریعہ قرار دیا، وہیں پر آپ نے اس کی بیوہ ماں کی ہر طرح کی مالی مدد کرنے کو بھی ضروری قرار دیا، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تو ایسے آدمی کو اللہ تعالی کے راستے میں جہاد کرنے والے کی مانند قرار دیا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔" بیوہ عورت اور مسکین کے (کاموں) کے لئے کوشش کرنے والا راہِ خدا میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے (راوی کہتے ہیں:) میرا خیال ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: وہ اُس قیام کرنے والے کی طرح ہے جو تھکتا نہیں اور اُس روزہ دار کی طرح ہے جو افطار نہیں کرتا۔" غلاموں اور زیر دستوں کے بارے میں آپؐ نے حسن سلوک کی تاکید فرمائی اس وقت تمام دنیا میں غلاموں کا ایک طبقہ موجود تھا اور ان سے جانوروں کی طرح محنت و مشقت کے سخت قسم کے کام لیے جاتے تھے ان کا کوئی پرسان حال نہیں تھا ان کو آزاد کرنے کے ساتھ ہدایت فرمائی۔ " غلام تمہارے بھائی ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے ماتحت کر دیا ہے تو جس کے پاس غلام بھائی ہو، جو کھائے اس کو کھلائے اور جو پہنے اسے پہنائے اور اس کی سکت سے زیادہ اس سے کام نہ لے اور اگر لے تو اس کی مدد کرے۔"(29) معاشرہ کا ایک بے بس طبقہ بوڑھوں اور عمر رسیدہ افراد کا ہے، جن کے متعلق بھی آپ نے ان سے احترام اور اکرام کا حکم دیا اور فرمایا لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يُوَ قِّرْ كَبِيرَنَا (30) کہ جو بڑوں کا احترام ملحوظ نہ رکھے وہ ہم میں سے نہیں ،ایک روایت میں ہے۔وَلم يَعْرِفْ حَقَّ كَبِيرِنَافَلَيْسَ مِنَّا.(31) کہ جو بڑی عمر والوں کے حقوق کو نہ جانے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔" فتح مکہ کے موقعہ پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے ضعیف اور عمر رسیدہ والد گرامی (جو نابینہ ہو چکے تھے بیعت اسلام کیلیے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں

لائے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایاہ۔ آپ نے اس ضعیف العمر کو کیوں تکلیف دی میں خود ان کے پاس چلا آتا۔(32) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعظیم کرتے ہوئے یہ تصور نہ کیا کہ ابو قحافہ ایک طویل عرصہ تک کفر کی حالت میں رہے، اب کفر مغلوب ہوا تو وہ مسلمان ہو رہے ہیں، بعض دفعہ انسان سابقہ اختلاف کی وجہ سے کسی کی تعظیم و تکریم سے کتراتا ہے حالانکہ اس میں ان لوگوں کے لیے اسوہ ہے کہ سن رسیدہ کی بہر صورت تعظیم کی جائے۔

ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امام پر سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا جو بوڑھے، کمزور اور ضرورت مندوں کا خیال نہ رکھتے ہوئے لمبی نماز پڑھاتے تھے چنانچہ صحیح ابن خزیمہ میں ہے۔"ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ! بخدا میں فلاں شخص کی وجہ سے صبح کی نماز میں شریک نہیں ہوتا، کیوں کہ وہ بہت طویل نماز پڑھاتے ہیں۔ حدیث کے راوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ علیہ وسلم کو کبھی وعظ اور خطبہ کہ حالت میں اس دن سے زیادہ غضبناک نہیں دیکھا، پھر اس خطبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلمنے فرمایا کہ تم میں سے بعض وہ لوگ ہیں جو (اپنے غلط طرزِ عمل سے اللہ کے بندوں کو) دور بھگانے والے ہیں، جو کوئی تم میں سے لوگوں کا امام بنے اور ان کو نماز پڑھائے تو اس کے لیے لازم ہے کہ نماز مختصر پڑھائے، کیوں کہ ان میں ضعیف بھی ہوتے ہیں اور بوڑھے بھی اور حاجت والے بھی۔(33)

فرامین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سرسری جائزہ لینے سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ آپ نے بوڑھوں کا ہر موقع پر لحاظ اور ان کا اکرام رشتہ داری و تعلق سے بالاتر ہو کر کیا اور ہر سن رسیدہ کے اکرام کو ترجیح دی، بعض دفعہ بوڑھوں سے ہونے والی خطاؤں سے نظر انداز بھی کیا جہاں آپ نے اپنی تعلیمات کے ذریعہ عمر رسیدہ افراد کی قدر دانی کی تعلیم دیوہیں آپ نے اپنے عمل کے ذریعہ قدردانی کا ثبوت بھی مہیا فرمایا۔ مخلوق کی خدمت کا سب سے بڑا فائدہ خادم کو ہوتا ہے کہ اللہ تعالی ان کی اپنے غیب کے خزانوں سے

خاص مدد کر کے ان کام آسان کر دیتے ہیں اور روز محشر اجر ان کے علاوہ ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَ مَنْ يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللهُ عَلَيْهِ فِى الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللهُ فِى الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَاللهُ فِىْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِىْ عَوْنِ اَخِيْهِ۔ (34)

جو شخص کسی مسلمان کو دنیاوی مصیبت سے چھڑائے، اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کی مصیبتوں سے چھڑاوے گا اور جو شخص کسی مفلس غریب پر (معاملے میں) آسانی کرے، اللہ تعالیٰ اس پر دنیا و آخرت میں آسانی کرے گا اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی کرے گا اور جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی مدد میں لگا رہتا ہے۔"

روز محشر اللہ تعالی خدمت خلق کے جذبہ والے آدمی کو اس سے بہتر اجر عطا کریں گے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ "جس مسلمان نے کسی ننگے بدن مسلمان کو کپڑے پہنائے، اللہ تعالی اس کو (قیامت کے دن) جنت کا سبز لباس پہنائیں گے، اور جس مسلمان نے کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلایا تو اللہ تعالی اس کو جنت کے پھل فروٹ کھلائیں گے اور جس نے کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلایا تو اللہ تعالی اس کو مہر لگی ہوئی شراب خالص پلائیں گے۔"(35)

سیرت طیبہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کردار و عمل سے خدمت خلق اور انسانی ہمدردی کے اعلیٰ نمونے پیش کرنے کے آپ نماز روزہ اور دیگر عبادات کے بارے میں تاکید کے ساتھ ساتھ دوسرے انسانوں سے بھلائی اور خیر خواہی کی بھی بھرپور تلقین فرمائی چاہے وہ انسانیت سے متعلق ہوں یا جانداروں سے، غرض ہر قسم کی خیر خواہی کے پہلو سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں

روشناس کرایا، خدمت خلق کا عنوان بھت ہی نمایاں موضوع ہے جس پر ہر پہلو سے کام کیا جاسکتا ہے بہر حال خلق خدا کی خدمت پورے قرآن کا خلاصہ ہے۔

برٹش کولمبیایونیورسٹی کی تحقیق کے مطابق ضرورت مندوں کی مالی امداد جسمانی صحت کیلئے فائدہ مند قرار دے دیا ہے اور مالی امداد کرنے والوں کی قوتِ مدافعت بھی مضبوط ہوتی ہے اور جینز پر انتہائی خوشگوار اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

**حوالہ جات**

1۔ القرآن: 2/83-84

2- القرطبی، امام محمد بن احمد، **الجامع لأحکام القرآن**(تفسیر القرطبی) تحقیق احمد البردونی، وابراھیم اطفیش(مصر: دار الکتب)

3- عثمانی: مفتی محمد شفیع: **معارف القرآن**(کراچی: ادارہ معارف القرآن) ج1/253

4- القرآن:28/23-24

5- القرآن:18/77

6- القرآن:20/42 - 104

7- القرآن:12/47،48،49

8- القرآن:2/49

9- القرآن:3/92

10- القرآن:2/3

11- القرآن:59/9

12- القرآن:70/ 22 - 25

13- القرآن:57/18

14- القرآن:57/11

15- القرآن:2/272

16- القرآن:92/18 - 20

17- القرآن:2/261

18- القرآن:17/26 - 29

19- القرآن:107/1 - 3

20- بخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح بخاری**(مصر: طبع دار طوق النجاۃ) کتاب التفسیر، باب ماودعک ربک وما قلی، حدیث4953

21- ترمذی، محمد بن عیسی، **سنن ترمذی**(مصر: مکتبہ مصطفے البابی، طبع1975) باب ماجاءفی رحمۃ المسلمین، حدیث1924

22- امام احمد، **مسند احمد**،(طبع مؤسسۃ الرسالۃ بیروت 2001) حدیث نمبر19166

23۔ الموصلی، امام ابو علی، **مسند ابی یعلی**،(جدہ، دار المأمون للتراث،1410ھ) حدیث نمبر6141

24 القرآن: 9/128

25۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح بخاری**،(مصر: طبع دار طوق النجاۃ)، باب اللعان، حدیث نمبر 15304

26۔ طبرانی، ابی القاسم، **معجم کبیر** (القاہرہ: مکتبۃ ابن تیمیۃ، 1994) حدیث نمبر 7821

27۔ امام احمد، **مسند احمد** (بیروت: طبع مؤسسۃ الرسالۃ، 2001) حدیث نمبر 7576

28۔ المجلسی، علامہ محمد باقر، **بحار الانوار**،(بیروت: احیاء الکتب الإسلامیہ) ج 18، ص 212

29۔ بخاری، **صحیح بخاری**، حدیث نمبر 2545

30۔ الہیثمی، امام علی بن ابی بکر سلیمان، **مجمع الزوائد ومنبع الفوائد**، (القاھرۃ: مکتبۃ القدسي، 1994) حدیث 12612

31۔ بخاری، **ادب المفرد**، (بیروت: دار البشائر الإسلامیۃ، 1989 ) حدیث 354

32۔ امام حاکم، **مستدرک علی الصحیحین**،(مصر: دار الحرمین القاہرہ، 1997) حدیث 4424

33۔ ابن خزیمۃ، محمد بن اسحاق، **صحیح ابن خزیمۃ** (بیروت: المکتب الإسلامی، 1390ھ) حدیث 1605

34۔ امام مسلم، **صحیح مسلم** (بیروت: دار إحیاء التراث العربي) حدیث 2699

35۔ امام بیہقی، **ابی بکر، سنن الکبری** (بیروت: دار الکتب العلمیۃ) حدیث 7805